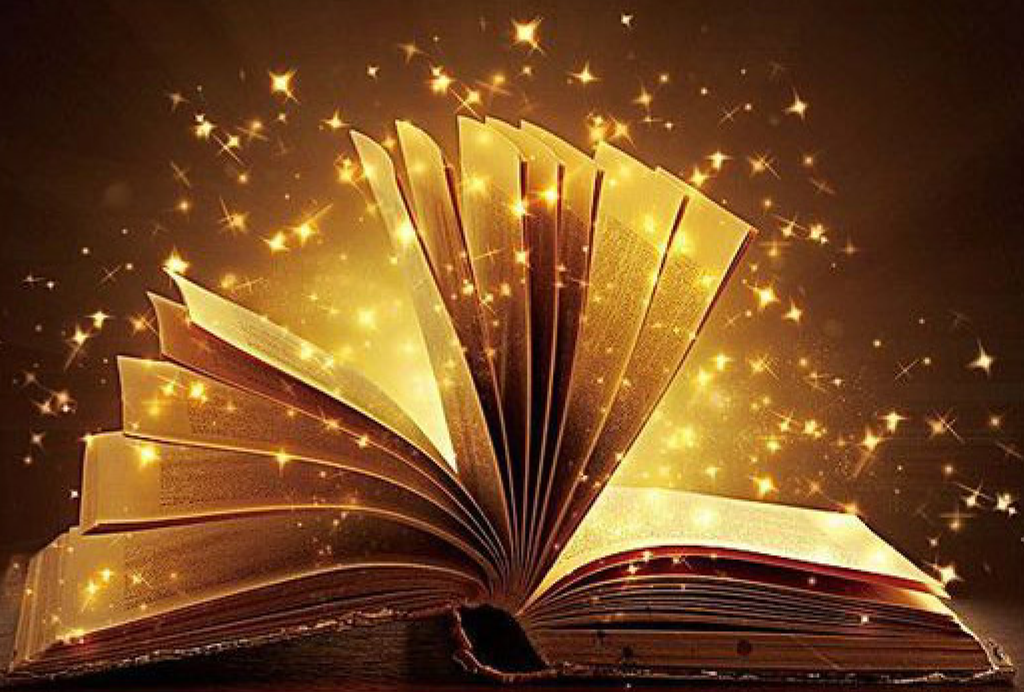
چراغِ فکر

ہاشم علی خان ہمدمؔ



بسم الله الرحمن الرحيم

MRTsoft

چراغِ فکر

ساتواں مجموعۂ کلام

ہاشم علی خان ہمدم

مکتبۂ ارمغانِ ابتسام
https://archive.org/details/@nzkiani
nzkiani@gmail.com

تعارف

نام	:	ہاشم علی خان ہمدؔم
تاریخ پیدائش	:	۷؍جولائی ۱۹۷۳ء
تعلیم	:	ایم اے اردو، ایم اے انگریزی، بی ایڈ (پنجاب یونی ورسٹی لاہور)
جائے پیدائش	:	خودہ شریف تحصیل حسن ابدال ضلع اٹک
پیشہ	:	درس وتدریس
سرکاری ملازمت	:	اسسٹنٹ پروفیسر (اردو) ایف جی ڈگری کالج واہ کینٹ
ادبی خدمات	:	بانی و منتظم موج غزل ادبی فورم (فیس بک)
اصناف سخن	:	حمد، نعت، غزل، نظم، سلام، منقبت، طنز و مزاح
تصانیف	:	۱۔موجِ کرم (حمد و نعت)
		۲۔ پانچواں موسم (غزلیات)
		۳۔آئینہ سچ بولتا ہے (غزلیات)
		۴۔موج غزل (طرحی غزلیات)
		۵۔محبت کی زباں (طرحی غزلیات)
		۶۔دھوپ کی دیوار (طرحی غزلیات)
		۷۔چراغِ فکر (طرحی غزلیات)
		۸۔جہانِ خواب (طرحی غزلیات)

۹۔چشم تماشا (طرحی غزلیات)

۱۰۔سراب سے آگے (طرحی غزلیات)

۱۱۔تیسرے کنارے پر (طرحی غزلیات)

۱۲۔نمودِ سحر (طرحی غزلیات)

۱۳۔آدھا سفر (طرحی غزلیات)

۱۴۔دم (منتخب دیوان)

۱۵۔آخری چراغ (غزلیات)

۱۶۔طرحی غزلیات (زیرِ طبع)

۱۷۔نظموں کا مجموعہ (زیرِ طبع)

۱۸۔نعتیہ نظموں کا مجموعہ (زیر طبع)

۱۹۔نعتیہ مجموعہ (زیر طبع)

۲۰۔مزاحیہ کلام (زیرِ طبع)

پتہ : خودہ شریف، تحصیل حسن ابدال ضلع اٹک۔

فون نمبر : 0311-5509555

انتساب

محترم والدین، بہنوں، بھائیوں

شریک حیات، بیٹی، بیٹوں

عزیزوں، اساتذہ، شاگردوں

اور

عزیز از جان دوستوں

کے نام

اندھی ہوا کی پیاس بجھائی گئی تو کیا؟
رسمِ چراغِ فکر اٹھا دی گئی تو کیا؟

فیس بک پر دیا مشاعرہ اور گلکاریاں ادبی فورم میں کہا گیا فی البدیہہ کلام

مشتری ہوشیار باش

کتاب کا نام	چراغِ فکر۔
شاعر	ہاشم علی خان ہمدمؔ۔
وضاحت	یہ ہاشم علی خان ہمدمؔ کے کلام کا ساتواں مجموعہ ہے جسے برقی کتاب کے طور پر شائع کیا جا رہا ہے۔
کاپی رائٹ	جملہ حقوق بحقِ شاعر محفوظ۔
اِجازت	اِس کتاب کو حوالہ جات یا غیر کاروباری نقطۂ نظر سے استعمال کیا جا سکتا ہے یا اِس کا اشتراک کیا جا سکتا ہے تاہم اس میں کسی قسم کی کانٹ چھانٹ یا اس کی شکل تبدیل کرنے کی قطعی اجازت نہیں ہے۔ اِس کے لئے شاعر کی پیشگی اجازت ازحد ضروری ہے۔
صفحات	۱۱۱
سالِ اشاعت	ستمبر ۲۰۲۳ء
ہدیہ	دعائیں۔
پبلشر	مکتبۂ ارمغانِ ابتسام۔ اسلام آباد، پاکستان۔
برقی ڈاک	itshamdam@gmail.com
ارکائیو ربط	archive.org/details/@nzkiani

فہرست

پیش رس

عظیم ہے وہ ذات جس نے ہمیں انسان بنایا اور اپنی بہترین مخلوق کے درجے پر فائز کیا۔انسان ہونے کے ناطے ہم پر فرض ہے کہ اللہ کی بندگی کرتے رہیں۔حرف ریزی اور شاعری اللہ کا دیا ہوا عظیم تحفہ ہے جو عمیق مشاہدے سے کائنات کے مظاہرکو سمجھنے کی صلاحیت ودیعت کرتا ہے۔خارجی کائنات کو سمجھنے کے لیے داخلی کائنات میں چراغِ فکر لازم ہے جو روشن ہو تو احساس کی زمین روشن اور زرخیز رہتی ہے۔سرسبز و شاداب خیالات کی نموداسی احساس جمال سے ہے۔

شاعری کا سفر ارد گرد کے مشاہدات کاغذ پر نقش کرتے کرتے جدید تکنیکی مہارتوں اور سہولتونکے ذریعے پردۂ سیمیں پر منتقل ہو رہا ہے۔روشنی کے رنگ تصویر میں ڈھلتے ڈھلتے سماجی ابلاغ کے کتاب چہرے پر آئنہ ہو رہے ہیں۔عصر حاضر میں ادبی اجارہ داری کا بت ٹوٹ چکا ہے۔ادبی مطالع اور سیکھنے سکھانے کے آسان ذرائع نے اردو شاعری کا کینوس وسیع کر دیا ہے۔مشقِ سخن، عروضی تعلیم،استاد اورر کتاب سے مستفید ہونے کا انداز بدل چکا

ہے۔سماجی رابطے نے اکتساب کو مہمیز کیا ہے۔عروض ڈاٹ کام ، برقی لغات ، برقی کتب ، آرکائیواور ریختہ جیسی ویب سائٹس نے مشق ،مطالعے اور تحصیل کے ذریعے تخلیق و تنقیدکو نئی نمود بخشی ہے۔

اردو ادب کے فروغ میں سماجی ذرائع ابلاغ خاص طور پر فیس بک نے انقلابی کردار ادا کیا ہے۔دس سال پہلے۲۰۱۲ ء میں فیس بک پہ ادبی سرگرمیوں کا آغاز کیا توآن لائن مشاعروں میں شرکت کا موقع ملا۔کئی معروف ادبی گروپ ہفتہ وار طرحی مشاعرے منعقد کر رہے تھے ۔جن مینالف، ادبیکا ،انحراف، گلکاریاں اور دیا نمایاں تھے۔ابتدائی طور پرگلکاریاں اور دیا ادبی فورم کے پچاس سے زائدہفتہ وار طرحی مشاعروں میں شرکت کی۔اس کے بعد موج سخن ، موج غزل، بزم اشعار، قوس قزح ، سخن دان ، عا لمی ادبی فورم ،بزمِ ثاقب ، بحرِ سخن ، دشتِ سخن کے سودائی، بزمِ سخن وراں ، چوپال، چنگیر ، انحراف،مرام، بزم تِخلیق ،بزمِ عالی وغیرہ جیسے مقبول ادبی گروپس کے ہفتہ وار مشاعروں میں مسلسل مشق سخن کا موقع ملا۔ان مشاعرو ں میں فیس بک پر موجود نام ور اور نوجوان شعرا کے ساتھ مشقِ سخن سے براہ راست اور بلا واسطہ سیکھنے کا عمل جاری رہا۔میں اس مشق سخن کو معمولی نہیں سمجھتا اس لیے اس کی برقی اشاعت کا اہتمام کیا ہے۔اس فی البدیہ اور طرحی مشق سخن سے کشیدہ حروف سے مزین تختی اہلِ ادب کے مطالعہ کے لیے پیش خدمت ہے۔امید ہے طرحی شعری روایت میں

اسے ایک طفل مکتب کی منفرد کاوش کو سراہا جائے گا۔

زیرِ نظر شعری مجموعہ''چراغِ فکر'' دیا ادبی فورم اور گلکاریاں ادبی فورم میں پیش کی گئی فی البدیہ طرحی غزلیات پر مشتمل ہے۔جس کی برقی اشاعت کا اہتمام نوید ظفر کیانی اور روبینہ شاہین بینا نے کیا ہے۔اللہ تعالیٰ اس ادبی سفر میں ہمیں کامیاب اور بامراد فرمائے۔آمین۔

ہاشم علی خان ہمدؔم

۱۱ اگست ۲۰۲۳ء

تو ہے جان و دل میں بسا ہوا، تری شان جل جلالہٗ
ترا عکس ہے سرِ آئینہ، تری شان جل جلالہٗ

تو اِدھر بھی ہے، تو اُدھر بھی ہے، تو ازل سے ہے تو ابد بھی ہے
تری ابتدا ہے نہ انتہا، تری شان جل جلالہٗ

سرِ فرش بھی، سرِ عرش بھی، سرِ لامکاں، سرِ ہر جہاں
تری ذات ہے مرے کبریا، تری شان جل جلالہٗ

تجھے دیکھنا مری زندگی، تجھے سوچنا مری بندگی
ہے مری حیات کا دائرہ، تری شان جل جلالہٗ

سرِ لا الٰہ ترا نور ہے، تو اگر نہیں تو کدھر نہیں؟
ہے ازل ابد کا یہ فلسفہ، تری شان جل جلالہٗ

ترا ذکر محورِ فکر ہو، ترا نام حرفِ دعا رہے
میں طلب کروں، تو کرے عطا، تری شان جل جلالہٗ

☆

مقامِ کبریا کیا ہے، تری حمد و ثنا کیا ہے؟
بہت عاجز بیاں ہوں میں بتا تیری رضا کیا ہے؟

خودی ہے کیا؟ سوا اس کے خودی کا فلسفہ کیا ہے؟
"خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے؟"

ابھی تک راز میں رکھی ہوئی ہے داستاں اپنی
ہماری ابتدا کیا ہے؟ ہماری انتہا کیا ہے؟

ہم اپنے گھر سے نکلے تھے چراغِ آرزو لے کر
ہمیں معلوم ہی کب تھا ہمارا قافلہ کیا ہے؟

نظر تصویر کرتی ہے ترا ہی عکس پانی میں
ابھی تک محوِ حیرت ہوں شعورِ آئینہ کیا ہے؟

جبینِ وقت پر لکھی ہوئی تحریر کہتی ہے
جنونِ عشق زندہ ہے تو پھر کرب و بلا کیا ہے؟

ہمیں تو جان دے کر بھی وفا تکمیل کرنی ہے
ہمارے دل سے مت پوچھو ہمارا فیصلہ کیا ہے؟

حدودِ ذات سے باہر نکل تو آئے ہیں لیکن
سرِ منزل ہی سوچیں گے کہ اگلا مرحلہ کیا ہے؟

ہم اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوئے خنجر سے زخمی ہیں
امیرِ شہر کیا سمجھے ہمارا المیہ کیا ہے؟

سرِ میزان کملی میں چھپا لیں گے غلاموں کو
ہمیں معلوم ہے ہمدؔم رضائے مصطفیٰ ﷺ کیا ہے؟

اندھی ہوا کی پیاس بجھائی گئی تو کیا؟
رسمِ چراغِ فکر اٹھا دی گئی تو کیا؟

تصویرِ کائنات کا ہر نقش خوب ہے
آئینۂ حیات پہ رکھی گئی تو کیا؟

کرنیں جھلک رہی ہیں کواڑوں کی اوٹ سے
جلتے دیے کی لو بھی چھپائی گئی تو کیا؟

کچے گھڑے کی آس تو موجِ چناب تھی
جوشِ جنونِ عشق میں سوہنی گئی تو کیا؟

سرمایۂ حیات جو کسی کے پاس تھا
صحرا کی تیز دھوپ میں جلتی گئی تو کیا؟

ہمدؔم جنونِ عشق میں ہم کھیلتے تو ہیں
دل کی بساط عشق پہ رکھی گئی تو کیا؟

☆

مجھ کو درپیش ہے آگہی کا سفر
خواب درخواب ہے روشنی کا سفر

حمدیہ، نعتیہ شاعری کا سفر
ہے سخن در سخن بندگی کا سفر

سیر حاصل رہی ہر گھڑی ہر قدم
رُک سکا ہے کہاں؟ زندگی کا سفر

موسمِ گل ہے پھولوں کی آوارگی
موجۂ گل تو ہے ہر کلی کا سفر

اِک سمندر مسلسل رہا سامنے
طے نہ کر پائے ہم تشنگی کا سفر

یاد کا سلسلہ آسماں تک رہا
پھیلتا ہی گیا اس گلی کا سفر

آنسوؤں کے دیے جھلملانے لگے
خشک ہونٹوں پہ تھا ان کہی کا سفر

شوخ پلکوں پہ ماہِ تمام آ گیا
بام پر رک گیا چاندنی کا سفر

عشق حد سے بڑھا تو انا ہو گیا
بے خودی میں رہا ہے خودی کا سفر

لگ رہا ہے کہ منزل قریب آ گئی
یوں سمٹنے لگا ہر کسی کا سفر

آنکھ کھلتے ہی سورج نے رستہ لیا
دھوپ نے لے لیا تیرگی کا سفر

ہم تری جستجو میں امر ہو گئے
اب تو ممکن نہیں واپسی کا سفر

ایک دوجے کا دکھ درد بٹتا رہا
ہم نے چھوڑا نہیں دوستی کا سفر

ہر قدم پر ہمیں پیار ملتا رہا
کتنا اچھا رہا زندگی کا سفر

چاندنی رات میں دل دھڑکنے لگا
ہو گیا پھر شروع دل لگی کا سفر

ہر گھڑی عمر گھٹتی رہی ہے مری
زندگی تو رہی موت ہی کا سفر

اب تو کاغذ بھی ہمدمؔ شکستہ ہوئے
رُک گیا ہے مری ڈائری کا سفر

☆

امن کے نام پر دشمنی کا سفر
کتنا مہنگا پڑا آشتی کا سفر

برف نے خواب یوں منجمد کر دیے
بھول سکتا نہیں میں مری کا سفر

دل کے گلشن میں موجِ بہار آ گئی
پھول ہونے لگا پنکھڑی کا سفر

آنکھ ملتے ہی منزل نظر آ گئی
اک نظر تک رہا مے کشی کا سفر

بات کرتے رہے مسکراتے رہے
گفتگو ہو گئی خوش دلی کا سفر

دل کی منزل نظر سے بہت دور ہے
ہو گھڑی کا سفر یا صدی کا سفر

اِک جنونِ محبت میں ہم مل گئے
دِل سے دل تک رہا بے خودی کا سفر

ایک رستے پہ چلتے رہے ہم مگر
اپنا اپنا رہا ہر کسی کا سفر

ایک لمحے میں ہمدؔم تجھے دیکھ لوں
مختصر ہے بہت سوچ ہی کا سفر

☆

بھیگی ہوئی پلکوں پہ کئی کرب اٹھا کر
آیا ہوں ترے در پہ مجھے بھیک عطا کر

مہندی سے مرا نام ہتھیلی پہ لکھا کر
پھر اپنے مقدر کی لکیروں کو پڑھا کر

احساس کے رشتے کو ترا نام بہت ہے
خوابوں میں نہیں تو مری دھڑکن میں رہا کر

سورج بھی ترے حسن کی تعظیم کرے گا
تو سر پہ مرے پیار کی چادر تو لیا کر

اِک امن کی آشا مری دھڑکن میں بسی ہے
ملنا ہے کبھی ہاتھ سے یوں ہاتھ ملا کر

اک وقت کی برکھا نے مجھے روک رکھا ہے
کہتی ہے ذرا دیر مرے پاس رہا کر

برگد کے کسی پیڑ کی چھاؤں میں کھڑا ہوں
اک دھوپ سی پڑتی ہے مرے پاؤں میں آ کر

یادیں مجھے دو گام بھی چلنے نہیں دیتیں
کٹتا ہی نہیں وقت ترے شہر سے جا کر

کانٹوں سے الجھنے کی ضرورت ہی نہیں ہے
تو پھول ہے بس پھول کی خوش بو میں کھلا کر

کس نے تری رحمت کا بھرم ڈال دیا ہے
میزان میں رکھی ہوئی دنیا کو اٹھا کر

زندہ ہے مرا نام ترے نام سے ہمدم
کہتا ہوں غزل روز تجھے شعر میں لا کر

☆

یا الٰہی ! رحم کر اس آشیانے کے لیے
آ گئے احباب پھر محفل سجانے کے لیے

زرد پتوں سے خزاں نے بھر دیا دامن مرا
چار تنکے ہی ملے تھے آشیانے کے لیے

یار لوگوں سے مرا شہرِ سخن آباد تھا
سب غزل کہتے رہے کچھ گنگنانے کے لیے

مانگتا ہے دل مرا اک اور عمرِ جاوداں
زندگی کم ہو گئی وعدہ نبھانے کے لیے

دوسرے رستے کا مجھ کو ہوش تک رہتا نہیں
اِک گلی رکھی ہوئی ہے آنے جانے کے لیے

جنگ تو لازم ہوئی امن و اماں کے واسطے
کون لڑتا ہے بھلا گردن کٹانے کے لیے

آج محفل میں تو شمع کی ضرورت ہی نہیں
آ گئے کچھ لوگ میرا دل جلانے کے لیے

ہاتھ اٹھتے ہی مری جانب کئی پتھر لیے
ہاں مگر تو آ گیا مجھ کو بچانے کے لیے

اِک طرف حرفِ تسلی اک طرف جور و ستم
کس قدر حربے ہوئے مجھ کو مٹانے کے لیے

پھر اندھیری رات نے مدہوش کر ڈالا مجھے
خواب تک دکھتے نہیں ہمدؔم جگانے کے لیے

پیر سید سخاوت حسین شاہ علیہ الرحمۃ کی نذر

کیا ہے مست ''سخاوت'' نے آبگینوں کو
پلا گئے ہیں نظر سے فگار سینوں کو

بتا دیا ہے زمانے کو پھر قلندر نے
خدا ملا ہے فقط بوریا نشینوں کو

عطا ہوئی تری چوکھٹ سلام کہنے کو
یہی بہت ہے زمانے کے مہ جبینوں کو

چمک رہا ہے طریقت میں پھر یدِ بیضا
دکھا دیا مرے مرشد نے آستینوں کو

نوازتے ہیں محبت ملنگ بابا کے
سخی نے خوب نوازا ہے خوشہ چینوں کو

"زبانِ خلق کو نقارۂ خدا سمجھو"
بتا دیا ہے فقیروں نے نکتہ چینوں کو

ملنگ موج میں آئے ہیں رقص کرتے ہوئے
فلک بھی آن ملے گا ابھی زمینوں کو

ولی کے در پہ فقیروں کا فیض جاری ہے
لٹا رہے ہیں محبت بھرے خزینوں کو

بھنور میں ساتھ رہیں گے وہ ناخدا ہمدم
وہی تو پار لگائیں گے ہم سفینوں کو

☆

مری زندگی کا مقصد اگر آشکار ہوتا
سرِ آئینہ مرا بھی کوئی شاہکار ہوتا

مرے کوزہ گر نے مجھ کو مری شکل دی ہے ورنہ
مری ذات کیا سنورتی جو نہ یوں سنگھار ہوتا

غمِ زندگی کا دامن جو ملا ہوا ہے مجھ کو
"ترا غم اگر نہ ہوتا ، غمِ روزگار ہوتا"

کئی امن فاختائیں مرے دل پہ راج کرتیں
مرا گھر بھی اس چمن میں کوئی لالہ زار ہوتا

مرا دل ستم گزیدہ، مری جاں الم گزیدہ
مرے پاس کاش کوئی، مرا غم گسار ہوتا

نہ خزاں کا لمس ہوتا، نہ بہار سرد ہوتی
ترے ساتھ ساتھ موسم بھی جو خوش گوار ہوتا

مری آرزو تھی ہمدؔم، تجھے اتنا پیار کرتا
نہ کہیں حساب ہوتا، نہ کہیں شمار ہوتا

☆

وقت کے ہاتھ سے نکلا ہوا لمحہ لا دے
کوئی مجھ کو مرا دیکھا ہوا سپنا لا دے

چند جگنو مرے آنگن میں اتر آئے ہیں
کاش کوئی مرے بچپن کا زمانہ لا دے

اپنی مرضی کی کوئی فال نکالوں میں بھی
مجھ کو قسمت کا ستارا نہیں طوطا لا دے

دُھوپ اترے نہ سرِ دشت قیامت بن کر
میرے سائے میں مری ذات کا سایہ لا دے

اب تو ہر حال میں تجدید وفا کرنی ہے
اب تو بھولے ہوئے ماضی کا حوالہ لا دے

پھر سے اک حبس کا موسم ہے دلوں کے اندر
اپنی خوشبو میں بسا کر کوئی جھونکا لا دے

مجھ کو جانا ہے کہیں پار سمندر ہمدم
بیچ منجدھار کوئی خواب کنارا لا دے

☆

کبھی ایسا نہیں کرتے
کبھی ویسا نہیں کرتے

جو ہم سوچا نہیں کرتے
کبھی لکھا نہیں کرتے

جو وہ آیا نہیں کرتے
تو ہم جایا نہیں کرتے

محبت فرض ہوتی ہے
اسے چھوڑا نہیں کرتے

منافق عہد کرتے ہیں
مگر پورا نہیں کرتے

محبت شعر ہے ہمدؔم
یونہی مصرع نہیں کرتے

☆

یارب مری راتوں کو وہ خواب سویرا دے
تعبیر کے پردے میں سورج کا اجالا دے

ہم لوگ ترستے ہیں اک حرفِ تسلی کو
اے کاش کوئی آ کر تھوڑا سا دلاسا دے

آئینۂ ہستی میں ہر عکس پلٹ دیکھوں
احساس اگر مجھ کو وہ چشمِ تماشا دے

الفاظ پنپتے ہیں لہجے کی نمو پا کر
اے جانِ غزل ! مجھ کو پھر طرحی مصرع دے

اب تک مری منزل کی تصویر ادھوری ہے
خوابوں کا مسافر ہوں، کوئی مجھے رستہ دے

سہمی ہوئی گلیوں میں وحشت کا بسیرا ہے
آئے کوئی بستی میں جو امن کی آشا دے

گنجینۂ معنی کو محسوس کروں ہمدم
پہلے دلِ بینا دے، پھر ذوقِ تمنا دے

☆

مرے شعور میں اترا ہے آگہی کی طرح
وہ میرے دل میں دھڑکتا ہے زندگی کی طرح

مرا وجود اندھیروں سے ماورا ہے مگر
بٹا ہوا ہے ستاروں میں روشنی کی طرح

تہِ جنوں کوئی الجھن سمیٹ رکھی ہے
رواں دواں ہوں زمانے میں اک ندی کی طرح

تلاشنا ہی پڑے گا وفا کے ساحل پر
بچھڑ گیا تھا کوئی مجھ سے جل پری کی طرح

ہر ایک شخص مجھے حیرتوں میں رکھتا ہے
عجیب دور سے گزرا ہوں اجنبی کی طرح

کھُلا نہیں ہے کسی پر بھی عشق کا دریا
مرا فسانۂ دل بھی ہے ان کہی کی طرح

تمام عمر کٹے جو خدا سے ڈرتے ہوئے
تو زندگی بھی گزرتی ہے بندگی کی طرح

ہمارے شہر میں کتنے بھی چھپتے پھرتے ہیں
یہ خوف ہے کہ نہ مرجائیں آدمی کی طرح

میں اس لیے بھی سنورتا نہیں کبھی ہمدؔم
کہ آئینہ مجھے دیکھے نہ ہر کسی کی طرح

وہ میرے حرفِ تخیل کا عکس ہے ہمدؔم
ورق ورق جسے پڑھتا ہوں شاعری کی طرح

☆

آئینے سے نظر چراؤ کبھی
پھر نظر سے نظر ملاؤ کبھی

دل کی دنیا میں آن بیٹھو تو
خود کو دنیا سے ڈھونڈ لاؤ کبھی

ہم ستارے کشید کر لیں گے
تم لبِ بام مسکراؤ کبھی

اب تو جگنو اٹھائے پھرتا ہوں
چاند پر تھا مرا پڑاؤ کبھی

جو ہوا کا مقابلہ نہ کرے
پار لگتی نہیں وہ ناؤ کبھی

میں محبت کا ایک نغمہ ہوں
نرم لہجے میں گنگناؤ مجھے

نورِ صبح بہار نکھرے گا
رنگ میں روشنی ملاؤ کبھی

موت سے تو شکست کھانی ہے
زندگی سے بھی ہار جاؤ کبھی

دل سے گہری ہے درد کی شدت
آ لگے تو بھرے نہ گھاؤ کبھی

ان اندھیروں سے جنگ لازم ہے
میرے ہمدؔم دیا جلاؤ کبھی

☆

عجیب چشمِ تماشا میں رنگ لائے گا
جو آئنہ مری صورت مجھے دکھائے گا

اسی لیے تو میں پلکوں سے خار چنتا ہوں
مجھے بھی دل سے یقیں ہے وہ لوٹ آئے گا

رواں دواں ہے محبت کے خواب رستے پر
مرا جنون بھی تعبیر کر کے لائے گا

بکھر بکھر کے زمانے میں کھو گیا ہوں میں
کہاں کہاں مجھے دنیا سے تو چھپائے گا

غرور توڑ کے رکھ دے گا تند موجوں کا
کبھی تو ریت گھروندا بھی کام آئے گا

ابھی تو خواب کا منظر ہے میری آنکھوں میں
چھلک پڑا کوئی آنسو تو کیا دکھائے گا

اُداس رت کے اسیروں سے بات مت کرنا
اِک اور غم جو ملا تو لہو رلائے گا

چراغ جلتا رہے گا فقیر لوگوں کا
امیرِ شہر اندھیروں میں ڈوب جائے گا

کفِ شعور پہ رکھا ہوا دریدہ بدن
خیال و خواب کی صورت وجود پائے گا

کمال ظرف ملا ہے ہمیں محبت میں
ہمارے ساتھ جو الجھا سنورتا جائے گا

ملا لیا ہے شرارے سے ہاتھ پھر ہمدؔم
جلے گا خود بھی مرا بھی دیا جلائے گا

☆

اَچھا ہے تو کردار نبھانے کے لیے آ
اِک بار محبت کے فسانے کے لیے آ

پتھر ہوئے جاتے ہیں مری آنکھ میں آنسو
اس درد کے منظر کو مٹانے کے لیے آ

آئینۂ جاں رنگ مرے بس میں نہیں ہے
پانی میں کوئی عکس بنانے کے لیے آ

میں دشتِ تخیل میں تجھے ڈھونڈ رہا ہوں
احساس کی دنیا سے نہ جانے کے لیے آ

قسمت کا جو مجھ سے تجھے چھین رہا ہے
جیتی ہوئی بازی کو ہرانے کے لیے آ

موجوں کے تلاطم نے مجھے گھیر رکھا ہے
میں ڈوبنے والا ہوں بچانے کے لیے آ

سب کچھ ہے مرے پاس فقط تیری کمی ہے
اے دولتِ جاں میرے خزانے کے لیے آ

بجھتی ہوئی ہستی ہے ترے پیار میں ہمدم
قسمت کا دیا پھر سے جلانے کے لیے آ

☆

سرِ محفل تماشا کیوں کریں ہم
کسی سے کوئی شکوہ کیوں کریں ہم

نصابِ عشق ازبر ہو گیا ہے
محبت کا وظیفہ کیوں کریں ہم

ہمیں ادراک ہے عہدِ ستم کا
زمانے سے کنارا کیوں کریں ہم

ہمارا غم تو مہنگا ہو رہا ہے
خوشی کے ساتھ سودا کیوں کریں ہم

کسے عرفان ہے شعر و سخن کا
حقیقت شاعرانہ کیوں کریں ہم

بھلا کیوں دوستوں کو بھول جائیں
عدُو کے ساتھ اچھا کیوں کریں ہم

ہمارے ساتھ جیسا کر رہے ہو
تمہارے ساتھ ایسا کیوں کریں ہم

اگرچہ عام گنگا بہہ رہی ہے
مگر ایمان پیسا کیوں کریں ہم

وفا کی دھوپ ہمدمؔ ڈھل گئی ہے
برابر قد کے سایا کیوں کریں ہم

میری آنکھوں میں محبت کا اثر تو دیکھو
خواب دیکھو نہ مگر خواب نگر تو دیکھو

کتنے چہرے ہیں جو تصویر ہوئے بیٹھے ہیں
خطۂ چشم کی سرحد سے ادھر تو دیکھو

چند جگنو ہیں مرے ساتھ نشانِ منزل
چلنے سے پہلے مرا رختِ سفر تو دیکھو

رات بھر جاگ کے گزری ہے تمہاری خاطر
میرے سورج مرے چہرے پہ سحر تو دیکھو

میرے اطراف جو رہتا ہے یہ ہالہ بن کر
کتنی اشکال بدلتا ہے قمر تو دیکھو

ہم بھی کھلتے ہیں خزاؤں کو بھلا کر ہمدمؔ
موسمِ گل سے وفاؤں کا ثمر تو دیکھو

☆

خدا کا نام لے کے ڈر رہا ہے
مرا دل ذکر کیسے کر رہا ہے

ہماری شام اچھی کر رہا ہے
نظر سے جام ساقی بھر رہا ہے

سرِ دیوار کوّے بولتے ہیں
پسِ دیوار کوئی مر رہا ہے

بتوں کو بولنا سکھلا رہا تھا
مگر ناکام کوزہ گر رہا ہے

محبت سے جواب ملتا نہیں ہے
کبھی اخلاص کا پیکر رہا ہے

بھنور در پیش ہے لیکن مرا دل
محبت کا سفر طے کر رہا ہے

مجھے تنہائیوں کا ڈر نہیں ہے
مرے اطراف میرا گھر رہا ہے

مری ماں مجھ کو جنت سونپ دینا
ترے قدموں پہ میرا سر رہا ہے

وفا کے خون سے بوئی تھیں فصلیں
ہمارا کھیت کیوں بنجر رہا ہے

ملی ہے کوثر و تسنیم تجھ کو
ترا دشمن سدا ابتر رہا ہے

زمانہ خوبرو گزرا ہے لیکن
ترے انوار سے کم تر رہا ہے

مری تعبیر ہمدؔم کون کرتا
مرا ہر خواب چہرے پر رہا ہے

☆

وفا کی خشک جھیل میں عجیب رنگ چھا گیا
بنا کے نقش ریت پر وہ آئنہ دکھا گیا

دیارِ دل میں روشنی تھی جس کے دم سے طاق پر
وہ میرے گھر سے کیا گیا چراغ ہی بجھا گیا

کھلی ہیں کھڑکیاں مگر کوئی نہیں ہے منتظر
دلوں کے بیچ کون یہ دوار سی اٹھا گیا

سجا ہوا تھا خواب جو کبھی مرے شعور میں
کھلی جو آنکھ سامنے حقیقتاً وہ آ گیا

اداسیوں کے موسموں سے آشنا وہ کیا ہوا
مسرتوں کے شہر میں بھی فصلِ غم اگا گیا

چمن چمن اداس ہے مرے وطن کی خیر ہو
سنا ہے میرے شہر سے وہ گل بدن چلا گیا

میں ایک ایک یاد کی حدود میں مقیم ہوں
وہ زندگی میں دائرے ہی دائرے بنا گیا

مری طرح وہ ہمدؔم خیال کی تلاش میں
جدھر جدھر وفا ملی ، ادھر ادھر چلا گیا

☆

بہت قریب ہے شہ رگ سے جستجو تو کرو
کبھی نماز میں رب سے بھی گفتگو تو کرو

اٹل نہیں کوئی مشکل مرے حبیب مگر
کبھی زمیں کے مسائل پہ گفتگو تو کرو

چھپی ہوئی ہے حقیقت خمار کے پیچھے
چلے چلو کبھی مے خانے، ہاؤ ہو تو کرو

بدن کے زخم بھی شامل ہیں سلوٹوں میں کہیں
پھٹا ہوا مرا دامن کبھی رفو تو کرو

کھلیں گے راز خودی کے شراب میں لیکن
بقول درد کبھی بیعتِ سبو تو کرو

زبانِ پاک سے لینا ہے ایک نامِ علیؑ
یہ گفتگو مرے مولا کی ہے، وضو تو کرو

بڑے تپاک سے ملتا ہے دوست بن کے مجھے
مرے عدو کے مقابل کوئی عدو تو کرو

ہمیں خبر ہے تمہارا ابھی ذوق اچھا ہے
سخن کے شہر میں غالب کی آبرو تو کرو

ازل سے دیکھ رہے ہیں جسے حسین ہمدم
وہ آئینہ کبھی دنیا کے رو برو تو کرو

☆

اپنا چہرہ بنا لیا جائے
آئینے کو منا لیا جائے

گھر تو لوٹا ہے میرے اپنوں نے
نام غیروں کا کیا لیا جائے؟

محوِ حیرت رہی ہے اک دنیا
رخ سے پردہ ہٹا لیا جائے

داستانِ حیات لمبی ہے
بابِ ہستی مٹا لیا جائے

دل کی دنیا سنبھالنے کے لیے
کون تیرے سوا لیا جائے

حرف ہے تو اسے کہا جائے
ساز ہے تو بجا لیا جائے

دیکھنی ہو جو طاقتِ پرواز
دِل کا پنچھی اڑا لیا جائے

مسکراہٹ بھی ایک مرہم ہے
بہرِ غم مسکرا لیا جائے

لامکاں کو مقام کرنا ہے
کوئی نقشہ بنا لیا جائے

میری مٹی بکھر نہ جائے کہیں
کوزہ گر کو بلا لیا جائے

کام آئے گا وقت پڑنے پر
کوئی سکہ بچا لیا جائے

اب تو جینا عذاب ہے ہمدم
دردِ دل سے چرا لیا جائے

☆

خیمۂ جاں سے نکلتے ہیں ٹھکانے میرے
کیسی ہجرت کے مسافر ہیں نجانے میرے

ایک ہی شاخ پہ رکھا ہے نشیمن اپنا
روز بدلے ہیں نہ بدلیں گے ٹھکانے میرے

میں بھی کچھ تیر اندھیرے میں چلا دیتا ہوں
رخ بدلتے چلے جاتے ہیں نشانے میرے

تیری تعمیر میں شامل ہے پسینہ میرا
پھول بنتے ہیں ترے کھیت میں دانے میرے

مجھ کو جانا ہے ابھی دور! بہت دور! ابھی!
بوجھ اٹھاتے ہوئے تھکتے نہیں شانے میرے

تو سرِ دست مجھے یاد کرے گا یوں بھی
یاد آئیں گے کسی روز بہانے میرے

میرے حصے کی گھڑی اور کہیں ہے ہمدؔم
کون چوری کیے جاتا ہے زمانے میرے

☆

دِل کا بائی پاس مت کیا کیجے
میرے دُکھ کی کوئی دوا کیجے

شکل جیسی ہو ویسی دِکھتی ہے
آئینے سے بھی کیا گلہ کیجے

لوڈ شیڈنگ کا ذکر مت کرنا
آپ بجلی کا بل ادا کیجے

سیل پہ دیتے ہیں جو فقط مس کال
ایسے لوگوں سے بات کیا کیجے

ٹی سی ہے سب سے بیسٹ پالیسی
باس کا چمچہ ہی بنا کیجے

اِک قیامت ہے دوسری شادی
توبہ توبہ خدا کیجے

جانِ ہمدؔم ادھار دیں یا نہ دیں
کم سے کم مجھ سے تو ملا کیجے

کفِ شعور پہ رکھا دیا بجھا نہ کرے
وہ اہتمام کیا ہے کہ دل جلا نہ کرے

تو کیا کرے وہ دِوانہ عذاب سانسوں کو
کسی کے پیار میں خود کو جو یوں فنا نہ کرے

پکارتا ہے مئوذن وفا کی مسجد میں
نمازِ عشق پڑھے وہ جو پھر قضا نہ کرے

سدا رہے تری خوشیوں کی عمر لامحدود
حیات تجھ پہ کبھی تنگ دائرہ نہ کرے

مجھے تو مار دیا ہے تری محبت نے
جو کام تو نے کیا ہے وہ دوسرا نہ کرے

ترے بغیر ادھورا ہوں اس قدر ہمدؔم
ترے بغیر مکمل مجھے خدا نہ کرے

☆

جب کبھی آئینہ نہیں ہوتا
کیا کہوں مجھ سے کیا نہیں ہوتا

دِل جلاتا ہوں روشنی کے لیے
سامنے جب دیا نہیں ہوتا

قرض رہتا ہے مجھ پہ مٹی کا
فرض جب تک ادا نہیں ہوتا

دِل پہ چلتا ہے پیار کا سکّہ
کوئی کھوٹا کھرا نہیں ہوتا

آج یومِ محبتِ دل ہے
آج کوئی گلہ نہیں ہوتا

جو بھی کہنا ہے پیار سے کہہ دو
روز یومِ وفا نہیں ہوتا

پھر سے اٹھنے لگا ہے دستِ کرم
کیوں سوالی کھڑا نہیں ہوتا

دل میں رہتی ہے ایک موجِ سخن
شعر یوں ہی ادا نہیں ہوتا

شعر کہتا نہیں ہوں میں ہمدؔم
حرف جب تک رسا نہیں ہوتا

☆

چلا جاتا ہوں موجِ بےکراں میں
مجھے بھیجا گیا ہے کس جہاں میں

زبانیں اور بھی زیبِ سخن ہیں
مگر کیا بات ہے اردو زباں میں

غمِ دل کی نمو سب سے الگ ہے
ہرا رہتا ہے جو دورِ خزاں میں

نشانہ ٹھیک بیٹھے گا کسی دن
ابھی کچھ تیر باقی ہیں کماں میں

سفر دشوار ہے منزل سے پہلے
لکھا ہے فاصلہ سنگِ نشاں میں

مسلسل ڈس رہا ہے کوئی بچھو
عجب اک درد ہے سوزِ نہاں میں

سبھی مہمان رخصت ہو چکے ہیں
کوئی ٹھہرا نہیں دل کے مکاں میں

مری آنکھوں کے آنسو کہہ رہے ہیں
ستارے ڈھونڈنا مت آسماں میں

مرا احساس ہمدؔم جل رہا ہے
لگی ہو آگ جیسے آشیاں میں

☆

خاک پر آئینہ بنانا ہے
خود کو پتھر کے روپ لانا ہے

صبح آنا ہے، شام جانا ہے
زندگی کا یہی فسانہ ہے

دیکھنے کو تو دوستی ہے نئی
دل کا رشتہ بہت پرانا ہے

دل لگاؤ نہ زندگی میں بہت
زندگی نے تو چھوڑ جانا ہے

خاص کردار ہے یہی ہمدم
جان دینی ہے، دل لگانا ہے

☆

سورج سے لے کے روشنی ارزاں نہ کر سکے
ہم لوگ تیرے بعد چراغاں نہ کر سکے

شہرِ وفا میں پیار کا پیماں نہ کر سکے
تو نے نہیں نہیں کہا ! ہم ہاں نہ کر سکے

مشکل سے مشکلات کو سہنے کے باوجود
ہم گردشِ حیات کو آساں نہ کر سکے

شامِ غزل میں آپ کو زیبِ سخن کیا
لیکن خیالِ حرف کو شایاں نہ کر سکے

تیرا خلوص دیکھ کے نیلام ہو گئے
سرمایۂ حیات کا ساماں نہ کر سکے

ویسے تو آس پاس تھے جاں سے عزیز لوگ
لیکن ترے خیال سے نالاں نہ کر سکے

ہر چوٹ ہر خراش کا اپنا ہی لطف تھا
ہمدؔم غمِ جہاں، غمِ جاناں نہ کر سکے

☆

دشتِ جنونِ عشق میں سجدہ کیے بغیر
بنتی نہ دل کی بات بھی کیا کیا کیے بغیر

شیشہ گروں کے شہر میں اپنی دُکان ہے
جیتے نہیں ہیں دل کو شکستہ کیے بغیر

کیوں کر تھما دیا گیا ظالم کے ہاتھ میں
انصاف مل رہا تھا جو دعویٰ کیے بغیر

شہرِ خیال وخواب سے قائم ہے شاعری
کہتا نہیں میں خواب کو مصرع کیے بغیر

اک حرفِ ناتمام نے مشہور کر دیا
شہرت ملی ہے شہر میں چرچا کیے بغیر

تازہ ہوا کی لہر بھی ان کو نصیب ہے
زندہ ہیں جو مکان کو اونچا کیے بغیر

ہم بھی وفا کے شوق میں بڑھتے چلے گئے
لوٹے نہیں سراب کا پیچھا کیے بغیر

سب کچھ ملا ہے پیار میں ہمدؔم خدا گواہ
سچی محبتوں کا تقاضا کیے بغیر

☆

سرِ آئینہ جب نظر مل گئی
مجھے اپنے دل کی خبر مل گئی

قدم سے قدم یوں ملاتے گئے
محبت سفر در سفر مل گئی

شبِ ہجر تاروں میں کٹتی رہی
بجھے ہیں دیے تو سحر مل گئی

اسی پر قناعت کیے خوش رہے
خوشی جو سرِ رہ گزر مل گئی

سرِ دشت ہم قیس بنتے پھرے
ہم اہلِ جنوں کو ڈگر مل گئی

جہاں لے چلی اپنی آوارگی
وہیں زندگی در بدر مل گئی

تمھی سے ملے ہر نئے موڑ پر
وفا کی کڑی بھی کدھر مل گئی

محبت سے ہمدم سنوارے گئے
مقدر کی ریکھا جدھر مل گئی

☆

بزمِ سخن میں بے سرو بے تال آ گئے
کہنے لگے جو شعر تو بھونچال آ گئے

پونچھیں گے تیری آنکھ میں آنسو تھمے ہوئے
ہاتھوں میں لے کے ریشمی رومال آ گئے

پیشِ نظر الجھتے گئے خدّ و خال بھی
آئینۂ جمال میں کچھ بال آ گئے

دشمن مرے وجود کا سایہ نہ پا سکے
یوں میرے یار بن کے مری ڈھال آ گئے

بچوں نے اپنی بھوک کو یوں بھی بھلا دیا
روٹی چھنی تو ہاتھ میں فٹ بال آ گئے

اے زندگی! سنبھال کے بانہوں میں تھام لے
ہو کر ترے فراق میں پامال آ گئے

رکھنا پڑا اقدم ہمیں ظالم سماج میں
ہم چھوڑ چھاڑ گاؤں کی چوپال آ گئے

ہمدؔم فرارِ عشق کا رستہ طویل تھا
جنگل کٹا تو راہ میں پاتال آ گئے

دھڑکن سے کوئی بوجھ اترنے نہیں دیتا
وہ درد ہے سینے میں کہ مرنے نہیں دیتا

میں خواب اجالوں کی روش ڈھونڈ رہا ہوں
دل اگلا قدم چاند پہ دھرنے نہیں دیتا

یہ دردِ محبت بھی وتیرہ ہے اسی کا
جو زخم بھی دیتا ہے تو بھرنے نہیں دیتا

اِک درد کا دریا جو سرِ دشت رہا ہے
رکتا ہوں تو کشتی کو ٹھہرنے نہیں دیتا

احساس کے کاغذ پہ ترا نام لکھا ہے
جو عہدِ محبت سے مکرنے نہیں دیتا

اس طور سے خوشبو کو چراتا ہے وہ ہمدؔم
کلیوں پہ کوئی رنگ بکھرنے نہیں دیتا

خاک زادے جو چلے عشق کا دریا لے کر
دشتِ امروز سے نکلے گلِ فردا لے کر

شہر کی آب و ہوا راس نہیں ہے شاید
قیس پھرتا ہے زمانے میں بھی صحرا لے کر

لے کے تعبیر ترے پاس پلٹ آئیں گے
ہم نے جانا ہے کہاں خواب ادھورا لے کر

طاق در طاق دیا میں نے جلا رکھا ہے
لوگ چمکیں گے مرے گھر سے اجالا لے کر

آئینہ زاد مری شکل لیے پھرتے ہیں
عکس در عکس مری چشمِ تمنا لے کر

ایسا لگتا ہے کہ ہمدم کبھی رویا ہی نہیں
اس قدر خوش مرا بیٹا ہے کھلونا لے کر

☆

طاق در طاق محبت کا دیا رکھا ہے
آئینہ خواب کی صورت میں سجا رکھا ہے

گھر کی دیوار کا سایا نہیں گھٹنے دیتا
اپنے آنگن میں کوئی پیڑ اگا رکھا ہے

ساری دنیا کے جھمیلوں سے بچا کر تجھ کو
اپنے احساس کی بستی میں بسا رکھا ہے

صفحہ در صفحہ مرے خواب پڑھے گی دنیا
دِل کو اخبار کی صورت میں کھلا رکھا ہے

جان جائے کہ رہے عہد سے پھرنا کیسا؟
عشق صاحب نے مرا نام وفا رکھا ہے

بھاگ لینا ہے کسی روز اچانک میں نے
اپنے کاندھے پہ زمانے کو اٹھا رکھا ہے

مجھ کو معلوم کہاں حرف کے نازک پہلو
شعر کہنے کا مگر ڈھونگ رچا رکھا ہے

جو بھی آئے مری دھڑکن میں سما تا جائے
اپنے دامن کو محبت میں کھلا رکھا ہے

قیس در قیس محبت کا سفر ہے ہمدم
ورنہ اس درد کے صحرا میں بھی کیا رکھا ہے

❁

☆

کھلی ہوئی جب کتاب رکھنا
تو بیچ میں اِک گلاب رکھنا

دِیا جلانا ، گلاب رکھنا
"ہمارے حصے کا خواب رکھنا"

گھڑے کا رستہ چناب رکھنا
وفا کنارے سراب رکھنا

غلام گردش میں آ گئے ہیں
خیال عالی جناب رکھنا

ہم اہلِ سقراط ہیں تو ساقی
زہر ملا کے شراب رکھنا

عجیب دھوکہ ہے خواہشوں کا
نظر میں دشتِ سراب رکھنا

فقط خسارا ہے زندگی کا
نہ دل لگی کا حساب رکھنا

سوال پہلے سے تول رکھنا
گھڑے گھڑائے جواب رکھنا

یہی تو موجِ غزل ہے ہمدمؔ
صریرِ خامہ پہ خواب رکھنا

☆

دشتِ وہم و گماں میں رہتا ہے
دِل عجب خاک داں میں رہتا ہے

جب محبت کی حکمرانی ہو
شہر امن و اماں میں رہتا ہے

ساری دنیا اجال رکھتا ہے
اک دیا آسماں میں رہتا ہے

آئینہ بھی تو ایک ذرہ ہے
پتھروں کے جہاں میں رہتا ہے

ڈھونڈتا ہے کہاں وہ لیلی کو
قیس دشتِ گماں میں رہتا ہے

وہ پرندہ جو اُڑ نہیں سکتا
کس طرح آشیاں میں رہتا ہے

اِتنی آساں نہیں ہے کوزہ گری
یہ ہنر خانداں میں رہتا ہے

ہم ابھی تک صحیح ملے ہی نہیں
کچھ نہ کچھ درمیاں میں رہتا ہے

تیرا کردار ہے مرا ہمدؔم
تو مری داستاں میں رہتا ہے

☆

بے کیف زندگی میں سہارا بنا رہا
میرے لیے وہ درد کا چارا بنا رہا

بت خانۂ حیات میں کیا کیا بنا رہا
کوزہ گروں کے ہاتھ میں گارا بنا رہا

اُس کو نگاہِ شوق نے دیکھا تھا ایک بار
پھر یوں ہوا کہ آنکھ کا تارا بنا رہا

میرے حسیں خیال کو پیکر نہ مل سکا
آئینۂ جمال میں پارا بنا رہا

دشتِ جنونِ عشق میں سب کچھ لٹا دیا
دِل اپنی سرزمین کا دارا بنا رہا

کشتی مرے وجود کی موجوں کے سنگ تھی
میرے لیے بھنور بھی کنارا بنا رہا

عہدِ وفا میں جان سے جانے کے باوجود
کتنا عظیم شخص تھا نعرہ بنا رہا

آنسو چھلک، نگاہ میں ہمدم ٹھہر گیا
تارا نہ بن سکا تو شرارہ بنا رہا

پیارے بیٹے محمد دائم علی خان کی
پہلی سالگرہ پر لکھی گئی

کھلکھلاتا، مسکراتا، جھومتا اچھا لگا
عمر کے پہلے برس پر وہ بڑا اچھا لگا

آ گیا چہرے پہ میرے بچپنا اچھا لگا
بعد مدت کے مجھے پھر کھیلنا اچھا لگا

زندگی کی دوڑ میں ہے اس کا یہ پہلا قدم
تھام کر انگلی مری "دائم" چلا اچھا لگا

یوں لگا صحنِ چمن میں آ گئی موجِ بہار
ایک ننھی سی کلی کو چومنا اچھا لگا

گونجتی ہیں میرے گھر میں ہر طرف کلکاریاں
آج پھر اٹکھیلیوں میں قہقہہ اچھا لگا

ماشااللہ! آج دائم اِک برس کا ہو گیا
میٹھے میٹھے کیک پر روشن دیا اچھا لگا

☆

اپنے اندر جھانکنے کا سلسلہ اچھا لگا
عمر بھر پیشِ نظر اک آئینہ اچھا لگا

آگہی کی سرزمیں کا دائرہ اچھا لگا
خود شناسی میں نظر کا زاویہ اچھا لگا

میرے آگے جا رہا تھا راستہ روشن کیے
تیز ہوا کے سامنے جلتا دیا اچھا لگا

آخری دم تک بھنور سے جنگ میں شامل رہا
ڈوب جاتے وقت مجھ کو ناخدا اچھا لگا

یوں لگا جیسے کہ جنت آ گئی احساس میں
گھر سے جاتے وقت ماں کا چومنا اچھا لگا

میں نے مانگا بھی نہیں لیکن عطا کرتا گیا
کس قدر ہے مہرباں، میرا خدا اچھا لگا

اِک تعارف نامچہ ہے یا کتابِ زندگی
فیس بک پر دوستوں سے رابطہ اچھا لگا

ایک قدرِ مشترک دونوں میں ہمدؔم ہے یہی
بے نیازی میں وہ اپنے آپ سا اچھا لگا

☆

صرصر کشید کیجیے گرد و غبار میں
بادِ صبا ملے گی اسی خاکزار میں

کھلنے لگے ہیں پھول دلِ داغ دار میں
موجِ غزل سنوارے موجِ بہار میں

انسان کا وجود بھی ہے عکسِ کائنات
آئینۂ جمال ہے مشتِ غبار میں

خورشیدِ صبحِ نو کی طرح تو کبھی تو آ
کب تک دیا جلے گا ترے انتظار میں

دہشت پذیر شہر میں قحط الرجال ہے
ہر ذی شعور مست ہے کس کاروبار میں

میں زندگی کی دوڑ میں ہارا نہیں کبھی
مجھ کو شکست دی ہے مگر تیری ہار میں

سر کو جھکا کے شرم سے جینا فضول ہے
منزل بڑی عظیم ہو جب حسنِ دار میں

بے دید، بے لحاظ کا احساس مر گیا
سب پیار و یار کھو گیا ہے روزگار میں

سودا کیا ہے جان کا، نقصاں کے باوجود
ایسے کہاں قبول تھا جینا ادھار میں

لیلائے شوق دیکھیے ہمدم کہاں ملے؟
ہم در بدر ہیں قیس کے اجڑے دیار میں

☆

کانٹوں پہ گزارا کرتے ہیں کچھ پھول نکھارا کرتے ہیں
ہم لوگ خزاں کے مارے ہوئے گلشن کو بہارا کرتے ہیں

یہ گنتی روز کی گنتی ہے دو چار دنوں کی بات نہیں
کیوں جاگنے والے تاروں کو ہر روز شمارا کرتے ہیں

مفعول مفاعیلن فعلن ، مفعول مفاعیلن فعلن
ہم بحرِ سخن کے باسی ہیں شعروں میں پکارا کرتے ہیں

ہم خواب نگر کے پنچھی ہیں، تعبیر کی رمزیں کیا جانیں؟
خوابوں میں جاگتے رہتے ہیں، بے خواب نہارا کرتے ہیں

اسکول کے کچے آنگن میں اک اور ملالہ زندہ ہو
تہذیب کے دشمن کب ایسے حالات گوارا کرتے ہیں

ہیں تند ہواؤں کے دم پر، کم زور خس و خاشاک مگر
جب گھونسلہ ٹوٹنے لگتا ہے تنکے ہی سہارا کرتے ہیں

احساس کے جلتے صحرا میں کب کوئی ساتھ نبھاتا ہے؟
جب سورج سر پر آ جائے، سائے بھی کنارا کرتے ہیں

دھرتی سے دور کہیں ہمدمؔ آکاش میں کھوئے رہتے ہیں
ان ٹوٹی پھوٹی یادوں پر ہم خوب گزارا کرتے ہیں

☆

دیدۂ خواب کی دنیا سے اٹھا دو ہم کو
ہم زمیں زاد ہیں مٹی میں ملا دو ہم کو

گھپ اندھیرا ہے کہ بڑھتا ہی چلا جاتا ہے
ایسی تاریک مسافت میں دیا دو ہم کو

تم ہو مجبور جو انصاف نہیں کر سکتے
منصفو! عدل کے صفحے سے مٹا دو ہم کو

ہر طرف جھوٹ کا پرچار نظر آتا ہے
سچ کی آنکھوں کا نگہ دار بنا دو ہم کو

اب تو کانٹے بھی ہمیں پھول نظر آتے ہیں
چند کانٹوں سے ہی گل دان سجا دو ہم کو

ہم نے سوکھے ہوئے پیڑوں کو ہرا کرنا ہے
موجۂ گل کی نمو خیز فضا دو ہم کو

ہم نے بھی عشق کیا، دشت نوردی کی ہے
قیس آباد میں رہنے کا صلہ دو ہم کو

ہم ہیں نا ٹھیک تو پھر ٹھیک کرو نا ہمدمؔ
ہم نہیں اپنی جگہ پر تو ہٹا دو ہم کو

☆

تیری تعریف کرنے کا یارا نہیں
یہ قلم بھی ترا ہے ہمارا نہیں

زورِ بازو پہ بڑھتے رہے ہر گھڑی
ہاں بھنور میں کسی کو پکارا نہیں

ہم تو پنچھی ہیں آئے ہیں اڑ جائیں گے
یہ چمن ہے تمہارا ہمارا نہیں

دو کناروں پہ ہم ساتھ چلتے رہیں
تیرا اور کوئی کنارا نہیں

سبز پرچم کے چہرے پہ جو آ گیا
ہے عقیدہ ہمارا ستارا نہیں

کہتے کہتے کوئی بات رک سے گئے
آج تک بوجھ دل کا اتارا نہیں

پیار دے کر مری جاں خریدو مجھے
اِس تجارت میں کوئی خسارا نہیں

کٹ رہا ہے مگر زندگی کا سفر
ایک سایہ ہے کوئی سہارا نہیں

ہم سنائیں کسے فی البدیہہ شاعری
کیوں سرِ بزم کوئی ہمارا نہیں

عشق کی بند گلیوں میں کیا راز ہے
جو گیا ہے کسی نے پکارا نہیں

جذبۂ دل سے ہمدمؔ سلامت رہا
ہار کر بھی کوئی کھیل ہارا نہیں

☆

تیری محفل میں داد پانے کو
ہم بھی آئے ہیں کچھ سنانے کو

گھر سے نکلا تھا جو کمانے کو
لوٹ آیا ہے گھر بسانے کو

عمر لگتی ہے گھر بنانے میں
وقت لگتا نہیں گرانے کو

ہم تو رہتے ہیں دل کی دنیا میں
ہم نہیں جانتے زمانے کو

عقل مجھ کو ڈرانے لگتی ہے
جی تو کرتا ہے دل لگانے کو

رب تو ملتا ہے ایک لمحے میں
عمر لگتی ہے بت گرانے کو

صاف پانی میں جھانک کر دیکھا
کچھ نہیں آئینہ دکھانے کو

دل کے اندر خلیج بنتی ہے
گھر میں دیوار سی اٹھانے کو

اضطرابی سی اضطرابی ہے
گھر بھی اب دوڑتا ہے کھانے کو

جنگ لازم ہے آشتی کے لیے
کون آئے گا سر کٹانے کو

ان کا کردار ہی حقیقی ہے
جھوٹ کہتے ہیں جو فسانے کو

ہم اندھیرے کے تیر تھے ہمدمؔ
ہم نے دیکھا نہیں نشانے کو

☆

چراغِ آرزو لے کر تجھے پانے کہاں جاتے
نشاں تیرا نہیں ملتا تو دیوانے کہاں جاتے

ترے کردار سے ممکن کہانی ہو گئی اپنی
نہ تیرا نام لکھ سکتے، تو افسانے کہاں جاتے

بہت اچھا کیا تو نے زمیں پر انتہا کر دی
وگرنہ جرمِ الفت کی سزا پانے کہاں جاتے

اِسی طرزِ تغافل سے رہا ہے جام گردش میں
تری آنکھیں وفا کرتیں تو مے خانے کہاں جاتے

سفر کی دھوپ میں رکھا ہوا تھا سائباں ورنہ
سلگتی ریت پر جلتے قدم جانے کہاں جاتے

غموں کی ریزگاری نے ہمارا مان توڑا ہے
اگر ہم سنگ دل ہوتے تو تڑوانے کہاں جاتے

سخن کے باب میں ہمدمؔ رہیں ’’گلکاریاں‘‘ اچھی
وگرنہ ہم غزل کہنے خدا جانے کہاں جاتے

پیر سید سخاوت حسین شاہ علیہ الرحمۃ کے وصال پر لکھی گئی

مرے مرشد بچھڑتے جا رہے ہیں
دلوں کا چین لے کے جا رہے ہیں

زمانہ دیکھ لے میرے قلندر
خدا سے آج ملنے جا رہے ہیں

دلوں پہ کیف طاری ہو رہا ہے
نظر سے جام پیتے جا رہے ہیں

سخاوت پر سخاوت ہو رہی ہے
لٹا کر وہ خزانے جا رہے ہیں

قلندر کی عطا کا ناز دیکھو
فقیروں کو نوازے جا رہے ہیں

مزارِ عشق کو آباد کرنے
فقیروں کے جنازے جا رہے ہیں

نہ بھولے گا جنہیں ہمدؔم زمانہ
زمانے کو وہ چھوڑے جا رہے ہیں

☆

کیا کسی سے کوئی گلہ رکھنا
اچھی عادت ہے دل کھلا رکھنا

نا امیدی سے موت اچھی ہے
زندہ رہنا ہے، حوصلہ رکھنا

خود بخود ہی سنور لیا کرنا
آئنے سے نہ واسطہ رکھنا

ڈوب جائیں نہ کشتیاں یارب
تند موجوں کو نا خدا رکھنا

تجھ پہ کہنی ہے ایک تازہ غزل
خود کو زیبِ مشاعرہ رکھنا

گھر بدلنے کی بات ٹھیک مگر
اس گلی سے بھی رابطہ رکھنا

سب سے ملنا مروتاً ہمدمؔ
خود کو سب سے مگر جدا رکھنا

☆

یارب تری دنیا بھی زمانے کے لیے ہے
جو کچھ نظر آتا ہے فسانے کے لیے ہے

کیوں لوگ الجھتے ہیں سمندر کے بھنور سے
طوفاں تو فقط موج میں لانے کے لیے ہے

سہمے ہوئے پھرتے ہیں مرے شہر میں کتے
انسان تو بس جان لٹانے کے لیے ہے

آنکھیں ہوئی جاتی ہیں تری یاد میں پتھر
احساس مگر خواب دکھانے کے لیے ہے

غنچے میں چٹکتی ہے سرِ عام چمن میں
خوش بو کا سفر پھول کھلانے کے لیے ہے

آئینۂ ہستی سے نظر کیسے ملائیں
یہ چشمِ تماشا تو دکھانے کے لیے ہے

اخلاص کی خوش بو سے محبت کی نظر تک
جو کچھ ہے مرے پاس لٹانے کے لیے ہے

تاریخ میں لکھا ہوا ہر نام امر ہے
ہر عکس یہاں نقش بنانے کے لیے ہے

معلوم نہیں خواب کی تعبیر کہاں ہے
سورج تو دمِ صبح جگانے کے لیے ہے

حیرت ! کہ بھروسہ ہے اسی جان پہ ہمدؔم
جو جان مجھے چھوڑ کے جانے کے لیے ہے

☆

مرے پیشِ نظر جو آ رہا ہے
مسلسل آئینہ دکھلا رہا ہے

ہوا کے سامنے چلتا رہا ہے
دِیا دیوار پر جلتا رہا ہے

ترے دامن میں دھڑکن آ گئی ہے
مرا دل زندگی پھیلا رہا ہے

مری آنکھوں میں تشنہ کامیاں ہیں
نظر کے سامنے صحرا رہا ہے

سرابِ وقت میرا واہمہ تھا
سرِ دشتِ جنوں ٹھہرا رہا ہے

وہاں اخلاص کی کیا قدر ہو گی
جہاں معیار ہی پیسا رہا ہے

جبینِ وقت پر لکھا ہوا ہے
کوئی ایسا، کوئی ویسا رہا ہے

جدا ہو کر میں ہمدؔم سوچتا ہوں
دلوں کے بیچ کیا رشتہ رہا ہے


میں کہانی میں کوئی بھولا ہوا کردار ہوں
تو نے یہ کس باب میں او! صاحب! رکھا مجھے